تحقیق و تصنیف

ابنِ صلیبیؔ

ایم اے (فلسفہ) کراچی، ایم ٹی ایچ (مسیحی علم الٰہیات) لاہور

پرنسپل: نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف. ببلیکل اسٹڈیز، کراچی پاکستان

دنیا کا خاتمہ، ہمیشہ ہی سے انسانی تاریخ کا ایک اہم موضوع رہا ہے۔ معلوم تاریخِ انسانی کے ہر دور اور ہر زمانے میں اس پر سوالات اٹھائے گئے ہیں۔ ہر تہذیب میں اس مسئلے پر سوچنے اور اس کا جواب تلاش کرنے والے صاحبِ فہم لوگوں کی ایک خاصی تعداد رہی ہے۔ ہمارے لئے بھی یہ مسئلہ اُتنا ہی اہم اور دلچسپ ہے جتنا کہ یہ کسی بھی زمانے میں رہا ہے۔ سمیری تہذیب، مِصری تہذیب، بابلی تہذیب، اشوری تہذیب، فارسی تہذیب، حتیٰ کہ یونانی و رومی تہذیبوں جیسی ترقی یافتہ دنیا میں بھی اس موضوع اور مسئلے پر خاصا موّاد، مباحث اور لٹریچر ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس مسئلے کو عروج ملنے کا زمانہ رومی تہذیب و حکومت کا عرصہ تھا، جس وقت دنیا میں بظاہر ایک جمُود طاری نظر آتا ہے۔ انسانوں کے سامنے ایک خاص قسم کا سیاسی چیلنج تھا۔ روم سے قبل یونانی حکمران اسکندرِ اعظم نے پوری دنیا کو ایک ہی نظامِ حکومت کے تحت لانے کی خاص جارحانہ کوششیں کرلی تھیں۔ اسی کو بنیاد بنا کر رومی حکومتوں نے دنیا کی سرحدوں کو ختم کرکے ایک عالمگیر شہریت، عالم گیر بادشاہت اور عالم گیر قانون بنانے کی کوشش کو جاری رکھا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب فلسطین میں یسوعؔ نام ایک یہودی نے دعوائے نبوت کر دیا، اور ایسے عجائبات دکھائے کہ اس وقت کی سیاسی طاقت کو اس کی طرف توجہ دینا پڑی۔ جب اس شخص سے پوچھا گیا کہ اس کے عزائم کیا ہیں، تو اس نے ایک "آسمانی بادشاہت" یا "خدا کی بادشاہت" کے بارے میں بتایا۔ مزید استفسار پر اس نے یہ بھی بتایا کہ یہ بادشاہت کسی خاص وقت میں شروع ہونے والی ہے، جب یہ دنیا ختم ہو جائے گی۔ تب خدا کی بادشاہی کا سنہری دور شروع ہو گا۔ مسیحیوں کے پاس جو کتب موجود ہیں، ان میں متعدد مقامات پر اس دنیا کے خاتمے اور الٰہی بادشاہت کے قیام کے متعلق بیانات پائے جاتے ہیں۔ جن میں سے ایک بیان متی کی معرفت انجیل کے 24ویں باب میں مندرج ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں ہم اسی کے بیان کو اساس بنا کر "دنیا کے خاتمے" سے متعلق پورے نئے عہد نامہ کی تعلیمات و تصورات کا جائزہ لیں گے۔

1۔زمانہ کی لُغوی تعریف:

لفظ "زمانہ" اردو، عربی اور فارسی زبان میں یکساں مستعمل ہے۔ اپنی مصطلحات میں علاّمہ مُحیؔ الدین غازی اجمیری لکھتے ہیں؛

"۔۔۔ بعض اس کو "واجب الوجود" قرار دیتے ہیں، بعض "فلک" کو زمانہ سمجھتے ہیں۔ بعض "مطلقاً حرکت" کو زمانے سے تعبیر کرتے ہیں۔ ۔۔۔ بعض صرف "ماضی و مستقبل" کو زمانہ تسلیم کرتے ہیں، "حال" کو وہ صرف "آن" اور "ماضی و مستقبل کے درمیان حدِ فاصل" قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک "آن" بہر حال زمانہ نہیں ہوتی، وہ زمانے سے ایک جداگانہ شئے اور دونوں زمانوں کے مابین ایک "فصلِ متوہّم" ہوتی ہے۔۔۔ماضی گزر چکا، مستقبل ابھی آیا نہیں۔ حال اولاً تو آن ہے، زمانہ نہیں۔ پھر جونہی ہم اس کو زمانہء حال قرار دینے کی غرض سے اس کی طرف متوجہ ہوں گے، وہ اپنی حیثیت تبدیل کر لے گی اور ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے ماضی بن جائے گی۔" ہماری زبان اردو میں اس کے مترادفات میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی استعمال کئے جاتے ہیں؛

1۔زمان، 2۔وقت، 3۔دور، 4۔عرصہ، 5۔دوران 6۔آن، 7۔لحہ، 8۔ہستی وغیرہ۔

پورے نئے عہد نامہ میں اس قسم کے چار الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جو اپنے مختلف سیاق وسباق کے تحت مختلف صورتوں میں آئے ہیں۔ اگر قاری ان مختلف الفاظ کو ان کے سیاق وسباق کے تحت درست طور پر سمجھ لے تو "دُنیا" اور اس کے "خاتمے" سے متعلق پوری بات سمجھ میں آجائے گی۔ کیونکہ راقم الحروف کے خیال میں جب یسوع نے دنیا کے خاتمے کی بات کی تو اس سے مراد یہ ہرگز نہ تھی کہ دنیا، زمین اور آسمان تباہ ہو جائیں گے۔ یا کائنات نیست ہو جائے گی۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ صرف "ادوار" میں تبدیلی آئے گی۔ زمانہ گردش کھائے گا۔ جو تہذیب اب ہے، وہ کل نہ ہو گی۔ اب یہاں یونانی کتبِ مقدسہ میں استعمال ہونے والے الفاظ کی تفہیم پیش کی جا رہی ہے، تاکہ قارئین خود فیصلہ کر سکیں کہ "آخری زمانے" یا "دُنیا کے آخر" سے متعلق نئے عہد نامہ کی تعلیم اصل میں کیا ہے۔ نئے عہد نامہ کے یونانی متن میں "دُنیا" کے لئے اس حوالے سے چار الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جو یہ ہیں؛

1۔کوسموس
2۔ایُون
3۔اوئی کُو مینے
4۔گی

اب ان چاروں الفاظ کو باری باری سیاق وسباق کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ راقم الحروف کی کوشش ہے کہ ان الفاظ کو ان تمام حوالوں کے ساتھ یہاں پیش کیا جائے، جن میں یہ استعمال ہوئے ہیں۔ اس سے غرض صرف یہ ہے کہ اس تصور کو پا لیا جائے، جو کہ نئے عہد نامہ کے مصنفین کے ذہنوں میں تھا۔

1۔کوسموس(Cosmos):

یہ لفظ کائنات کے معنوں میں لیا جاتا ہے۔ نیز دُنیا، جیسی کہ تخلیق کی گئی، محکم کی گئی اور مُنظم کی گئی۔ ہفتادی ترجمہ میں یہ عبرانی لفظ زیورات اور ترتیب و تنظیم کے لئے استعمال کیا گیا(خروج33: 5تا6؛یسعیاہ49: 18؛یرمیاہ4: 30؛حزقی ایل7: 20)۔ یہ اس چیز کی ضِد کے طور پر مستعمل ہوا ہے، جس کے متعلق آدمی کا یہ خیال ہے کہ کائنات کی تشکیل سے پہلے فضا میں موجود تھا۔ یعنی انتشار، بدنظمی اور مادّے کا ہیولیٰ، جو کہ خدا نے پیدا نہیں کیا۔

2۔ اوئی کومینے (Oikoumene):

یہ بسنے، آباد ہونے اور رہنے کے معنوں میں آیا ہے۔ اس سے مراد انسان کا کسی خطے میں سکونت اختیار کرنا ہے۔ مطلب دنیا بطورِ آبادی۔ انسان، لوگ یا زمین کے باشندے۔ یہ یونانی مصدر (oikeo) بمعنی رہنا، بسنا، قیام کرنا یا سکونت رکھنا سے مشتق ہے۔ یہ کوسموس کے معنوں میں نہیں لیا جائے گا۔ اس سے مراد زمین کے وہ معلوم و نامعلوم انسان ہیں جو حکومتِ وقت، روم کے زیرِ دست تھے (لوقا 2: 1؛ 4: 5؛ 21: 26)۔ بعض دفعہ انسانوں کی اس زمین پر آبادی کو "انجیر" سے تشبیہ دی گئی ہے۔ البتہ حقیقتاً اس سے مراد باشندے، ساکنان اور آباد کار ہیں (اعمال 17: 6، 31؛ عبرانیوں 2: 5)۔

3۔ گی (Ge):

اس کا مطلب زمین ہے۔ یعنی پانی سے فرق کر کے وہ جگہ یا مقام جو قابلِ آباد کاری ہو۔ آسمان سے فرق کر کے وہ جگہ یا مقام جہاں آباد کاری اور کاشت کاری ممکن ہو۔ اس سے مراد ضلع، خطہ، حکومت، ملک یا کسی مخصوص عمل داری کی سرزمین اور حدود ہوں گے۔ ایسا مقام جہاں انسان باہم آباد ہوں اور وہ ان کی اپنی زمین ہو۔

4۔ ائیون (Aion):

ایک زمانہ، عرصہ، غیر مُعیّن مُدّت یا دوران۔ قواعدِ زبان میں وہ کلمہ، جس سے کسی شخص یا شئے اور زمان وغیرہ کا اظہار نہ ہو۔ غیر واضح یا غیر محدود مُدّت اور میعاد۔ پرانے عہد نامہ کے یونانی متن (ہفتادی ترجمہ) میں ائیون کو عبرانی لفظ "عولام" کی جگہ ترجمہ کیا گیا ہے، جو غیر معین، نامعلوم اور پوشیدہ یا بعید مُدّت کا مفہوم دیتا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح استعمال ہوتا تھا جیسا کہ ہم کہتے ہیں؛

The Golden Age, The Patriarchal Age, etc.

یا پتھر کا زمانہ، لوہے کا زمانہ یا مشین کا زمانہ وغیرہ۔ اس لئے یہ اس غیر معینہ مُدّت، نامعلوم عرصہ، غیر محدود دوران اور وقت یا زمانے کی طرف اشارہ ہے، جس کو کسی الٰہی کام سے منسوب کیا گیا ہو۔ یونانی میں ائیون کی جمع ائیونیس (aiones) ہے۔ عبرانی میں عولام کی جمع "عولامیم" ہے۔ اس کا ترجمہ زمانوں، عرصوں، مُدّتوں، وقتوں، میعادوں اور دورانوں کیا جائے گا۔ اس سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کوئی الٰہی کام کسی ایک غیر معینہ زمانے میں شروع ہو کر دوسرے غیر معینہ زمانے کے کسی عرصہ یا دوران تک جاری رہ سکتا ہے یا مکمل ہو سکتا ہے۔ اس لئے یسوع نے فرمایا کہ "اُن وقتوں اور میعادوں کا جاننا باپ نے صرف اپنے اختیار میں رکھا ہے" (متی باب 24)۔ عبرانیوں کے خط کا مصنف کہتا ہے کہ یہ تمام زمانے، عرصے، مدّتیں، اوقات، میعادیں اور دورانیے خدا نے تیار اور طے کر رکھے ہیں (عبرانیوں 1: 2؛ 11: 3)۔ نئے عہد نامہ میں "اگلے وقتوں" یا "پچھلا زمانہ"، "یہ زمانہ" اور "آنے والا زمانہ" وغیرہ میں مسلسل امتیاز نظر آتا ہے (متی 12: 32؛ عبرانیوں 1: 2؛ افسیوں 1: 21)۔

1۔ "اِس زمانہ" یا "یہ زمانہ" کا محاورہ مندرجہ ذیل حوالوں میں استعمال ہوا ہے؛

متی 13: 24 تا 30، 36 تا 43؛ مرقس 4: 19، 10: 30؛ رومیوں 12: 2؛ 1-کرنتھیوں 2: 8؛ 2-کرنتھیوں 4:4؛ گلتیوں 1: 4؛ افسیوں 2:2 ("پیشتر دنیا"، یعنی "سابقہ زمانہ")؛ 2-تموتھی 4: 10؛ ططس 2: 12)۔

2۔ "آئندہ زمانہ" یا" آنے والا جہان" کا محاورہ مندرجہ ذیل حوالوں میں آیا ہے؛

متی13: 39تا40،49؛3:24؛28: 20؛مرقس10: 30؛لوقا18: 30؛20: 35-1؛کرنتھیوں15: 23؛ططس2: 13۔

دونا معلوم زمانوں، غیر معینہ مدّتوں اور غیر طے شُدہ عرصوں کو ملانے والی کیفیّت کو "آن"(Sunteleia) کہتے ہیں۔ یہ وقت کا وہ نقطہء اتّصال ہے جہاں ایک میعاد یا زمانہ ختم ہو رہا ہو اور دوسرا ہنوز اپنے آغاز یا عروج کی حالت میں ہو۔ مثلاً یہ ممکن ہے کہ کوئی تہذیب صدیوں پرانی ہو اور دنیا میں اپنی جڑیں مضبوطی سے پیوست کئے ہوئے ہو، تاہم اسی کے پہلو بہ پہلو کچھ نظریات اس کی بیخ کنی کرتے ہوئے ایک انقلاب کا باعث بن جائیں اور کسی خاص وقت میں اس سے زیادہ مقبول ہو کر افراد کو تبدیلی پر مجبور کر دیں۔ اس دوران وہ انسان جو پہلی تہذیب کے داعی و دلدادہ ہوں گے، وہ زندگی کی مُدّت پوری کر کے مر جائیں گے، اور نئے پیدا ہونے والے انسان ترقی پاتے ہوئے نظریات کے باعث اپنے اجداد کی تہذیب سے بے گانہ ہوتے جائیں گے۔ اس طرح تہذیبوں کے بدلنے سے، زمانوں کا بدلنا ایک لازمی امر بن جاتا ہے۔ عام معنوں میں "زمانوں کا اتصال" ایک سلسلہء جاریہ ہے۔ بائبل میں خصوصاً نئے عہد نامہ میں اسی لفظ کے تحت "مسیح کی آمدِ ثانی" کی تعلیم دی گئی ہے۔ لہٰذا "دنیا کا آخر" سے مراد، زمانے کا بدلاؤ لی جائے گی۔ ایک انقلاب کے بعد کی نئی انسانی سرگرمی، جس میں علوم و فنون، معاش و خوراک، نظمِ حکومت و سلطنت وغیرہ ہر چیز کا نئے سرے سے آغاز ہونا مراد ہے۔ بعض لوگ پیدائش 1: 3 آیت سے یہ مفہوم اخذ کرتے ہیں کہ زمین پر پہلے آبادی تھی، انسان ترقی یافتہ ہو چکے تھے۔ پھر انسانوں نے خود کو ایک تباہی سے دوچار کر لیا۔ لہٰذا آدم اور حوا سے ایک نئی شروعات ہوئی۔ عین ممکن ہے کہ یہ زمانہ بھی جنگوں کے خطرناک نتائج کے بعد اس مقام پر جا پہنچے کہ انسانوں کو ہر چیز کی شروعات پتھر کے زمانے کی طرح کرنی پڑے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ زمین پر اس طرح کے ہتھیار چلائے جائیں کہ ایک بھی انسان باقی نہ بچے۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ "دنیا کے آخر" سے مراد حالات یا زمانے کے دور کا خاتمہ اور نئے وقت اور زمانے کا آغاز ہے۔ زمین اور آسمان اور فضا وغیرہ بلکہ پوری کائنات کا فریم یا ڈھانچا موجود رہے گا۔ باقی آپ اپنی رائے دینے میں آزاد ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

موبائل نمبرز:(بشیر جون) 0343-3210787, 0302-2347657

ای میل: ebnesalibi@hotmail.comnibspakistan@gmail.com ,

Published by:

NATIONAL INSTITUTE OF BIBLICAL STUDIES

An educational department of the:

BJM International Trust (Regd.) Karachi Pakistan